رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر (۱)

شرح چندہ
سالانہ لے
ششماہی ہے
سہ ماہی عه

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸۰

شرح چندہ
سالانہ لے
ششماہی ہے
سہ ماہی عه

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد (۳) | ۱۲ر خورداد ۱۳۵۲ف | ۱۱ر ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ | ۱۷ر اپریل ۱۹۴۳ء روز شنبہ | نمبر (۱)

اشارات

از

"گھر کا بھیدی"

جناب ایڈیٹر صاحب "مملکت"

مندرجہ ذیل مضمون میں افراد اور اداروں اور شہروں کے جو نام درج کئے گئے ہیں وہ بالکل فرضی ہیں موضوع بحث بھی قیاسی ہے۔ براہ کرم اس کو اپنی قریبی اشاعت میں شائع فرمادیجئے۔

ریاست جمنا گڑھ میں ۱۹۱۴ء کی جنگ کی وجہ سے اجناس خوردنی کی قلت اور گرانی کی شکایت پیدا ہوئی تھی۔ اجناس موجود تھے لیکن تاجروں اور ساہوکاروں نے ذخائر اجناس کو چھپا رکھا تھا۔ عام رعایا کی بہبودی کے لئے اس ریاست کی حکومت نے اشیاء کی قیمتوں پر نگرانی قائم کی تھی اور ایک بڑے ساہوکار کو ایک کثیر رقم دے کر بیار گراؤ تھا کہ وہ حکومت کی قائم کردہ ارزاں فروشی کی دوکانوں کے لئے غلہ فراہم کرے۔ سیٹھ صاحب بڑے چالاک آدمی تھے۔ انہوں نے پانچ چھ بیوپاریوں اور سرمایہ داروں کو اپنے ساتھ لے کر ایک خانگی لمیٹڈ کمپنی بنائی اور اس کمپنی نے بحیثیت مینیجنگ ایجنٹ ایک ایسے شخص کو مقرر کیا جو رعایا کا دوست مشہور تھا اور جس اعتبار سے اس کو عملی نگرانی نرخ اشیاء کا بھی رکن بنا دیا گیا تھا۔ اس کمپنی نے حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر جمنا گڑھ کے مختلف علاقوں میں اجناس خریدے اور گوداموں میں اس مال کو محفوظ اور مخفی کردیا۔ کمپنی کے مینیجنگ ایجنٹ کو حکومت کے حلقوں میں رسوخ حاصل ہوگیا تھا اور انہیں حل وعقل کی وہ سہولتیں حاصل تھیں جو دوسرے تاجروں کو حاصل نہ تھیں۔ جب جمنا گڑھ کی حکومت نے قیمتوں پر سے نگرانی اٹھالی تو اس کمپنی نے اپنے ذخائر کو (۳۰۰) فی صد منافع پر فروخت کرنا شروع کیا اور اس طرح رعایا کی مجبوری سے لاکھوں روپے منافع حاصل کیا۔ حکومت کے عہدہ داران واقعات سے بے خبر تو نہ تھے لیکن کسی نہ کسی وجہ سے اغماض ضرور ہے۔

اب ایک اور ریاست کا حال سنئے جہاں شکر کا کوٹنا نافذ قائم تھا۔ ساہوکاروں کے ایک گروہ نے جو حکومتی حلقوں میں رسوخ رکھتا تھا شکر کے کئی لاکھ تھیلے (۳۶) روپے فی تھیلہ کے حساب سے خرید کر محفوظ کرلئے۔ اس کے بعد شہر میں یہ شور مچ گیا کہ چونکہ بیرون ریاست شکر کی قیمت زیادہ ہے اس لئے تاجر شکر برآمد کرنے کی جانب مائل تھے۔ پس اگر حکومت شکر کا نرخ بڑھا دے تو برآمد مسدود ہو جائیگی اور باشندگان ریاست کے لئے شکر حاصل ہو سکے گی۔ اس پروپگنڈے کو اس زور سے پھیلایا کہ حکومت بھی اضافہ نرخ پر مجبور ہو گئی۔ چنانچہ (۵۳) روپے فی تھیلہ نرخ مقرر کیا گیا اور دوسرے ہی روز (۳۶) روپے فی تھیلہ خریدی ہوئی شکر بازار میں (۵۲) روپے فی تھیلہ کے حساب سے فروخت ہونے لگی اس طرح تاجران شکر کو چند ہی روز میں تقریباً ۲۰ لاکھ کا فائدہ ہوا۔

اب ایک تیسری ریاست کا حال سنئے۔ جہاں مونگ پھلی کی کاشت زیادہ ہوتی تھی۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ کے دوران میں زرعی پیداوار کی قیمتوں میں معتدبہ اضافہ ہوگیا تھا اور اس کا امکان تھا کہ اگر بیوپاری اور ساہوکار اپنے عجیب وغریب ہتھکنڈوں سے بعض عہدہ داروں کی سرپرستی حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوتے تو اس کا امکان تھا کہ کاشتکاروں کو کثیر منافع ملے۔ اور ان کی برسوں کی فلاکت دور ہو جائے۔ چنانچہ جب مونگ پھلی کی قیمتوں میں اضافہ ہوا تو کاشتکار بھی ان بڑھی ہوئی قیمتوں سے کچھ فائدہ اٹھا ہی رہے تھے کہ یکایک بیوپاریوں کے ایک مختصر گروہ نے عہدہ داران مقتدر سے ایک عارضی حکم یہ جاری کروایا کہ مونگ پھلی کی برآمد روک دی جائے۔ اس حکم کے نافذ ہوتے ہی مونگ پھلی کی قیمت فوراً گرگئی۔ بیوپاریوں کے اسی گروہ نے گرے ہوئے نرخوں پر ساری مونگ پھلی اپنے قبضہ میں کرلی۔ چند ہفتوں کے بعد برآمد سے متعلق امتناعی احکام اٹھالئے گئے۔ نتیجۃً قیمتیں پھر بڑھ گئیں۔ اور وہ کثیر منافع جو کاشتکاروں کو مل سکتا تھا اور جو ان کا حق تھا۔ چند بیوپاریوں کی جیب میں چلا گیا۔ اور بیوپاریوں کے اس گروہ نے نصف کروڑ منافع حاصل کیا۔

ایک چوتھی ریاست کا حال سنئے۔ یہ معاملہ جوار کا تھا۔ ساہوکاروں کے ایک مخصوص گروہ نے رعایا کی بہبودی کا اجارہ کر کے حکومتی حلقوں میں اپنا تقرب حاصل کیا۔ جب حکومت نے انہیں رعایا کا نمائندہ اور ہمدرد سمجھ کر مختلف کمیٹیوں میں مقرر کیا تو ان چند افراد نے رعایا کو مرعوب کرنا شروع کیا اور ان سے سستے داموں لاکھوں پلے جوار آٹھ روپے فی پلہ کے حساب سے خرید کر

(باقی دیکھو صفحہ ۱۲)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳	۱۲ خورداد ۱۳۵۶ف	نمبر ۱

ہمارا مسلک

ایک بادشاہ، ایک پرچم، ایک زبان

"مملکت" نے اپنی زندگی کے دو سال ختم کئے۔ اور آج یہ ہفتہ وار تیسرے سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ "مملکت" نے مسائل حاضرہ پر اس نقطۂ نظر سے بحث کرنے کی کوشش کی جس کو وہ اپنی دانست میں صحیح سمجھتا تھا۔ اس کوشش میں اس کو بعض دفعہ تلخ گوئی ——— جو حق گوئی کا دوسرا نام ہے ——— کا بھی مرتکب ہونا پڑا۔ اور بہت سے احباب کی ناراضگی کو جن میں ہندو اور مسلم دونوں شامل ہیں برداشت کرنا پڑا۔ لیکن "مملکت" کے پیش نظر احباب کی دل جوئی سے زیادہ ان کے مسلک کی صحت یا عدم صحت پیش نظر تھی۔ چنانچہ "مملکت" نے اس بنا پر حکومت پر تنقید کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ نشانِ اصلاح و ترقی تھا۔ اس لئے آج ہمارا ضمیر مطمئن ہے کہ "مملکت" اپنے وجود کے مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملک و مالک کی خدمت گزاری میں کبھی پیچھے نہیں رہا۔ ابتداءً "مملکت" کو مختلف حلقوں کی مخالفت سے دوچار ہونا پڑا لیکن اس دو سالہ مدت میں ایسے حلقوں نے ہماری حوصلہ افزائی کی جن سے اس کی توقع نہ تھی۔ اس لئے تیسرے سال میں قدم رکھتے ہوئے ہمیں اپنے مسلک کے صحیح ہونے کا یقین بڑھتا جا رہا ہے۔ قارئین کی یاد تازہ کرنے کے لئے اپنے مسلک کے اہم اجزاء کو یہاں دہرانا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱) حیدرآباد کی ہندو اور مسلم رعایا کے بین مفادات کا کوئی بنیادی تصادم نہیں ہے اس لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہر دو فرقوں میں سیاسی سمجھوتہ ممکن ہے۔

(۲) حیدرآباد کے مسائل برطانوی ہند کے مسائل سے مختلف ہیں۔ اس لئے کانگریس، ہندو مہا سبھا، آرین کانفرنس، مسلم لیگ، تحریک خاکساران اور ریاستی مسلم لیگ جیسے اداروں سے تعلق رکھنا یا ان اداروں کے مسلک کو قبول کرنا حیدرآباد کو ان خرابیوں کا جولانگاہ بنانا ہے جن سے آج برطانوی ہند دوچار ہے۔

(۳) چونکہ حیدرآباد ایک سیاسی وحدت ہے جو اپنا ایک بادشاہ، ایک پرچم، اور ایک زبان رکھتی ہے اس لئے ہم اُن حیدرآبادیوں کو غدار سمجھتے ہیں جو کسی بیرونی ادارے سے اپنے اندرونی مسائل کے حل کے لئے ربط و تعلق قائم کرے، یا جو پرچم آصفی کے مقابلہ میں کسی اور پرچم کو بلند کرنا چاہے یا جو حیدرآباد اور ہندوستان کی مشترکہ قومی زبان کے مقابلہ میں کسی اور زبان کو بطور رقیب پیش کرے۔ پرچم آصفی حیدرآباد کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ میراث ہے جس کی حفاظت جملہ باشندگان حیدرآباد کا مقدس فریضہ ہے۔

(۴) جہاں ہم بیرونی اداروں سے تعلق رکھنے یا ان کی مداخلت کو گوارا کرنے کے خلاف ہیں وہاں ہم اس بات کے بھی خلاف ہیں کہ ہم برطانوی ہند کے معاملات میں مداخلت کریں یا اُس کی ترقی کے راستہ میں رکاوٹ بنیں۔

(۵) معاشی تنظیم کی حد تک ہم روز بروز اس بات کے قائل ہوتے جا رہے ہیں کہ ملک کی معاشی پستی کی ذمہ داری تنہا نہ تو حیدرآباد پر ڈالی جا سکتی ہے اور نہ مقامی سرمایہ داروں پر۔ ہمیں یقین ہے کہ صنعتی ترقی اور معاشی فلاح و بہبود کے لئے معاہدات کی پابندی ضروری ہے نیز مملکت ہند کا مخلصانہ اور دوستانہ تعاون ممکن بھی۔

(۶) ہمیں یقین ہے کہ رعایا کی خوش حالی کی ساری ذمہ داری ساہوکاروں اور بڑے زمینداروں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے ایک طرف رعایا کا نام لے کر حکومت سے مختلف مراعات حاصل کئے اور دوسری طرف رعایا کا خون چوسنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

(۷) مقامی پبلک اداروں سے متعلق ہم نے اپنی اس رائے کو کبھی مخفی نہیں رکھا کہ لسانی بنیادوں پر اداروں کا قیام مرکز گریز حیثیت پیدا کرتا ہے اور صوبہ واری رقابتوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک کوئی مستقل ہندو مسلم سمجھوتہ نہ ہو جائے ہماری یہ رائے ہے کہ آندھرا مہا سبھا، مہاراشٹرا اور کرناٹک کانفرنسوں کا باہمی انضمام اور اشتراک مناسب ہے۔

(۸) ہماری یہ بھی رائے ہے کہ جب تک ملک میں آریہ سماجی اور مہا سبھائی ذہنیت موجود ہے اُس وقت تک مجلس اتحاد المسلمین کا وجود بھی ناگزیر ہے لیکن جس طرح آریہ سماجی اور مہا سبھائی مسلک حکومت کا مسلک نہیں بن سکتا اسی طرح مجلس اتحاد المسلمین کو بھی اس خیال خام سے باز آ جانا چاہیے کہ اس کا مسلک حکومت کا مسلک بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مجلس اتحاد المسلمین کی واحد افادیت یہی ہو سکتی ہے کہ ایک طرح کی انتہا پسندی کا جواب دوسری طرح کی انتہا پسندی سے دے تاکہ ملک کا سیاسی توازن بگڑنے نہ پائے۔

(۹) خدا کے فضل سے رعایائے آصفی کی اکثریت اور خاص کر سنجیدگی سے غور و فکر کرنے والے طبقات انتہا پسند نہیں ہیں بلکہ اشتراک و اتحاد کے دل سے خواہاں ہیں۔ اس لئے ہم ایک ایسے مشترکہ پلیٹ فارم کے جستہ سے قائل رہے ہیں جو زیر سایہ آصفی بسنے والی رعایا کے ہر فرقہ اور طبقہ کے افراد پر مشتمل اور ترقی پذیر رجحانات کا حامل ہو۔

سطور بالا میں ہم نے اپنے مسلک کے چند اجزاء پیش کئے ہیں تاکہ قارئین اس کسوٹی پر ہماری روش کو جانچ سکیں۔ ہم نے بعض ہندو پبلک کارکنوں پر جو ہمارے عزیز ترین احباب میں سے تھے سخت سے سخت تنقید اُس وقت کی ہے جبکہ انہوں نے اپنی فرقہ وارانہ ذہنیت یا مذہبی تعصب کو ترقی یافتہ اور قومی اصطلاحات کے پردہ

ہیں چھپانے کی کوشش کی۔ اگر ہم یہ پردہ چاک نہ کرتے تو ہم اپنے فرائض سے کبھی سبکدوش نہ ہو سکتے۔ اسی طرح ہم نے مسلم خاتون پر اُس وقت تنقید ضروری سمجھی جبکہ ہم نے یہ محسوس کیا کہ وہ اپنے حدود سے تجاوز کر رہے ہیں۔ غرض جب یہ جیسے یہ ہمارے خیالات ہیں اور ان کا ہم پرچار کرتے رہیں گے تا وقتیکہ کوئی ہمیں ان کے غیر صحیح ہونے سے متعلق قائل نہ کر دے۔ ہم اچھی بات سننے اور قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

فی روپیہ دس سیر جوار ملنا ممکن ہے

ضلع کانفرنس بیڑ کی صدارت کرتے ہوئے مولوی سید علی اصغر علی صاحب بلگرامی صوبہ دار اورنگ آباد نے فرمایا کہ

"ربیع کی فصل خدا کے فضل سے توقعات سے زیادہ ہوئی ہے۔ غلہ کے گزشتہ سال کے ذخیرے بھی ہنوز ختم نہیں ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود غلہ کی گرانی اور عدم میسری غریب اور متوسط طبقوں کے لئے ناقابل برداشت ہو رہی ہے غلہ اور پارچہ کی قیمتوں میں مزید اضافہ کی اُمید پر اور نفع اندوزی کی خواہش کے تحت غلہ کو بازار میں فروخت نہیں کیا جا رہا ہے۔ بیوپاری صرف فائدہ اُٹھانے اور ضرورتمندوں کو اُن کی تقدیر پر چھوڑ دینے پر مائل ہیں ان کو اپنے اس طریقہ کی جلد اصلاح کر لینی چاہئیے۔"

اس ضلع کو دیکھئے جہاں حکومت نے (۱۹) لاکھ کے لگان زر مالگزاری میں سے قسط ربیع میں (۲½) لاکھ کی برآمدگی کو عمل کیا ہے اور باولیات بیرون آبادی پکٹ آب دس آنے آٹھ پائی فی روپیہ (۵۵) ہزار کی معافی دی۔ اس کے علاوہ تقاوی سے متعلق (۱۸) ہزار روپیے معاف کر کے مزید (۳۵) ہزار روپیہ کی تقاوی تقسیم کی گئی۔ مزید برآں دس ہزار کی رقم باؤلیوں کی تعمیر اور مرمت پر صرف کی گئی۔ اس ضلع میں محکمہ گندیدگی باؤلیات (۸) لاکھ کے صرفہ سے تقریباً پچاس جدید باؤلیوں کی گندیدگی میں مصروف ہے۔ ان مراعات کے ماسوا محصول کروڑ گیری میں ایک لاکھ تیس ہزار کی معافی دی گئی۔

ان سارے مراعات سے مستفید ہونے کے بعد اگر ضلع بیڑ کے ساہوکار اور بڑے زمیندار اور تاجرین غلہ بیڑ کی غریب رعایا کو قوت لایموت سے محروم رکھنے پر تلے ہوئے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سرمایہ داروں کا یہ گروہ کاشتکاروں کو اپنے چنگل میں پھنسا رکھتا ہے کسی رعایت کا مستحق بھی ہے؟

یا در ہے کہ واقعہ صرف ضلع بیڑ سے متعلق نہیں یہ بات ہر ضلع پر صادق آتی ہے اور سب سے زیادہ شہر حیدرآباد کے بڑے بڑے ساہوکار اور تاجر اس جرم کے مرتکب ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ جس زمانہ میں اجناس کے نرخوں پر سرکاری نگرانی قائم تھی بڑے ساہوکار اور تاجران غلہ نے ان اجناس خوردنی کو خرید لیا جو ملک میں پیدا ہوئے تھے نیز اُن اجناس کے پچھلے ذخائر کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب جوار کا نرخ (۸) اور (۹) روپے فی پلہ کے درمیان تھا۔ مقام غور ہے کہ اس نرخ پر خریدی ہوئی جوار آج (۲۵) روپے پلہ سے فروخت کی جا رہی ہے۔

کیا حکومت کے لئے یہ ناممکن ہے کہ اُن افراد اور گروہوں کا پتہ چلائے جو غریب طبقوں کو اُن کی قسمت پر چھوڑ کر اجناس کے ذخائر اپنے گوداموں میں چھپا رکھے ہیں؟ کیا تعلقداران اضلاع، اہتمام مارکٹ، اور نظام کوتوالی حکومت کو یہ ضروری مواد فراہم کر دینے سے قاصر ہیں۔ ہماری اطلاع یہ ہے کہ خود شہر حیدرآباد میں اس وقت لاکھوں پلے جوار مختلف بنگلوں کے گوداموں اور شہر کے مختلف گلوں میں چھپا رکھی گئی ہے۔ جب اجناس خوردنی مٹھی کہ چند ہاتھوں آ جائیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کس طرح غلہ خریدے گی اور کس طرح سستے داموں بیچ سکے گی۔ اگر حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن فراہمی اجناس کے لئے ٹنڈر طلب کرے تو پھر اُن چند بے حس اور بے رحم افراد کے جو اس وقت اجناس خوردنی کے مالک بن بیٹھے ہیں کس کو جرأت ہو گی کہ وہ غلہ فراہم کرنے کا بیڑا اٹھائے۔ اگر حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن بہ حالت مجبوری انہی چند افراد کی جانب رجوع کرے تو ان کا یہ مطالبہ ہوگا کہ کارپوریشن بازاری نرخ پر ان سے مال خریدے۔ جوار کا بازاری نرخ اس وقت (۲۵) اور (۳۰) روپے فی پلہ کے درمیان ہے اگر اس نرخ پر کارپوریشن مال خریدے گی تو بجائے سستے داموں اجناس فروخت کرنے کے گراں قیمت پر فروخت کرنے اس کو مجبور رہنا پڑے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صورت حال کا علاج کیا ہے؟ ہماری رائے میں اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ ہے کہ مالکان ذخائر سے صاف الفاظ میں پہلے یہ دریافت کر لیا جائے کہ آیا وہ آٹھ روپے فی پلہ سے خریدی ہوئی جوار کے اندوختوں کو دو روپیہ فی پلہ منافع کے ساتھ دس روپے کے نرخ پر حکومت کے ہاتھ فروخت کرنے پر آمادہ ہیں یا نہیں اگر اس گفت و شنید میں حکومت کو مایوسی ہو تو ایک آرڈیننس جاری کر کے جملہ ذخائر حکومت اپنے قبضہ میں لے لے اور مالکان ذخائر کو دس روپیے فی پلہ کے حساب سے قیمت ادا کر دے۔ اگر یہ جوار بازار میں بارہ روپیے فی پلہ بھی فروخت ہو تو غریبوں کو فی روپیہ دس سیر ملے گی اور وہ فاقہ کی مصیبت سے نجات حاصل کر کے اس سلطنت ابد قرار کے استحکام و ترقی کے لئے دست بہ دعا رہیں گے کیا حکومت نہیں چاہتی کہ غریبوں کی تکلیف دور ہو؟ اگر حکومت کا جواب اثبات میں ہے تو ہماری پیش کردہ تجویز اس تکلیف دہ مسئلہ کا واحد حل ہے۔ ہم اس خصوص میں آنریبل مسٹر گرگسن اور آنریبل مسٹر غلام محمد کو بطور خاص متوجہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

کفران نعمت

مولوی بدرالدین حسن صاحب نے عادل آباد کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ضلع کا مجموعی رقبہ (۴۰) لاکھ ایکڑ ہے جس کے منجملہ صرف (۲۳) لاکھ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا بقیہ (۱۵) لاکھ ایکڑ بالکل ناقابل کاشت ہیں؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو کیوں (۱۵) لاکھ ایکڑ کے وسیع رقبہ سے استفادہ نہیں کیا جا رہا ہے؟ ہمیں اُمید ہے کہ سررشتہ مال اس مسئلہ کی جانچ اور تحقیق کرے گا۔

ضلع عادل آباد کو قدرت نے قیمتی معاشی وسائل عطا کئے ہیں۔ اس ضلع کے حدود میں سے دو بڑی ندیاں گزرتی ہیں ایک پین گنگا دوسری گوداوری۔ اس کے علاوہ اس ضلع میں تین بڑے آبشار ہیں جن سے برقی قوت پیدا کی جا سکتی ہے۔ جنگل نہایت گھنے ہیں۔ کوئلہ، ابرک، اور لوہے کی کانیں یہاں موجود ہیں۔ چینی مٹی اور ایک قسم کا سرخ پتھر جو فرش کے کام آ سکتا ہے یہیں دستیاب ہوتا ہے۔ گندھک کے چشمے بھی اس ضلع میں پائے جاتے ہیں۔ نرمل اور چنور میں قدیم صنعتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ ان معاشی وسائل اور امکانات سے استفادہ نہ کرنا کفران نعمت ہے۔ ضلع کی بہت اہم معاشی مسائل کے پیش نظر اس کی موجودہ آبادی جو (۸) لاکھ سے کچھ زیادہ ہے بہت قلیل معلوم ہوتی ہے۔ صوبہ دار صاحب کے خطبہ صدارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً چھ سو دیہات ویران اور بے چراغ ہیں۔ اب جبکہ ضلع عادل آباد میں ہزارہا بیل کی سڑکیں، مرفہ سڑکیں تعمیر ہو چکی ہیں اور ریلوے لائن بھی پڑ چکی ہے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ یہ ضلع اس غیر ترقی یافتہ حالت میں پڑا رہے۔ عالی جناب صدر اعظم بہادر (فیض انس) کو مملکت آصفیہ کی معاشی ترقی سے جو گہری دلچسپی ہے اس کے پیش نظر ہم صاحب موصوف کی توجہ عادل آباد کی ترقی کی جانب مبذول کراتے ہوئے یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ جس طرح نظام ساگر پراجیکٹ کے تحت ترقیات کے انجام دینے کے لئے ایک مجلس قائم کی گئی ہے اسی طرح ضلع عادل آباد کی ترقیات کے لئے ایک بورڈ قائم کیا جائے جو ایک پنج سالہ پروگرام کے مطابق اس ضلع کی زرعی اور صنعتی پیداوار کو ترقی دے اور نو آبادیات کی اسکیم دوبارہ رائج کرے۔ سر علی امام مرحوم نے اپنی دور رس نظر سے اس ضلع کے امکانات کو اچھی طرح پہچان لیا تھا مگر افسوس ہے کہ بعض غرضمند طبقوں کی مخالفت نے سر علی مرحوم کی تجاویز کو ناکام کر دیا۔ ضرورت ہے کہ آنریبل مسٹر گرگسن اور آنریبل مسٹر غلام محمد بھی ان تجاویز پر ایک نظر ڈال کر ایک جدید لائحہ عمل مرتب کریں اور اس کو پوری قوت اور توجہ کے ساتھ نافذ کریں۔

سرمایہ لگانے والوں کے مفاد کا تحفظ

حیدرآباد اسٹاک ایکسچینج کا مجوزہ دستور

حکومت سرکار عالی نے اس امر کے پیش نظر حیدرآباد میں ایک منظم اسٹاک ایکسچینج کے قیام کی ضرورت محسوس کی ہے کہ مقامی اداروں سے وسیع مفاد وابستہ رکھنے والے برطانوی ہند کے سرمایہ کاروں کے علاوہ حکومت سرکار عالی اور ممالک محروسہ کے سرمایہ دار بھی صنعت و حرفت بینک کاری اور دوسری نفع بخش سرگرمیوں میں کثیر سرمایہ صرف کر رہے ہیں۔ تمسکات کی منتقلی حیدرآباد میں وسیع پیمانہ پر جاری ہے اور متعدد دلال اور بینک کار خود اپنی یا اصل کاروبار کرنے والے اشخاص کی جانب سے حیدرآباد اور بمبئی کے مارکٹوں میں یہ کام انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ ان حالات کے تحت یہ محسوس کیا گیا کہ اگر یہ کاروبار کسی باقاعدہ اسٹاک ایکسچینج کے ذریعہ منظم نہ کیا گیا تو ممکن ہے کہ عوام کے لئے اس کے نتائج بہتر نہ ہوں اور ایسی صورتیں پیدا ہو جائیں جن سے سٹہ بازی کا اندیشہ ہو۔

کمیٹی کا تقرر۔

ان حالات کے مد نظر صدر المہام بہادر مالیات نے اس کاروبار سے دلچسپی رکھنے والے افراد کی ایک کانفرنس طلب فرمائی اور نواب کمال یار جنگ بہادر کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تاکہ اس ضمن میں مناسب تجاویز پیش کی جائیں۔ راجہ پنا لال پتی، خان بہادر احمد علاؤالدین، مسٹر این۔ جی چیناپی، آر۔ اے صاحب پنا لال لاہوٹی، مسٹر لائق علی، مسٹر پی۔ آر پارکھ، اسیٹھ رگھوناتھ مل، مسٹر اقبال علی، مسٹر کے۔ جے دیکا جی اور مسٹر کپورچند اس کمیٹی کے ارکان اور مسٹر سی۔ اے۔ ریلیو اس کے معتمد ہیں۔ اس کمیٹی کے کئی جلسے منعقد ہوئے جن میں حیدرآباد کے حالات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا، برطانوی ہند میں مماثل اداروں کے اصول و ضوابط کا مطالعہ کیا گیا اور ممالک محروسہ کے خصوصی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کمیٹی نے اپنی سفارشات مرتب کیں۔

کمیٹی نے اپنی رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کر دی ہے اور اس میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ممالک محروسہ کے تدریجی وسائل، صنعتوں کی اجرائی کے بارے میں حالیہ احساس اور معقول اسباب کی بنا پر اپنے تمسکات کی علیحدگی اور معاشی سرگرمیوں کو ترقی دینے کے لئے مزید سرمایہ لگانے پر حکومت کی آمادگی کے مد نظر ایک کامیاب ایکسچینج قائم کرنے کے واسطے مناسب حالات موجود ہیں۔

کمیٹی کی سفارشات۔

اپنی سفارشات مرتب کرنے میں کمیٹی نے یہ کوشش کی ہے کہ وہ برطانوی ہند کے مماثل اداروں کے تجربوں سے فائدہ اٹھائے اور ان خامیوں اور لغزشوں سے محفوظ رہے جو ان اداروں کو پیش آ چکی ہیں۔ کاروبار کی انجام دہی میں سہولت پیدا کرنے کے لئے کمیٹی کی یہ تجویز ہے کہ طرز کار زیادہ تفصیلی نہ ہو۔ چنانچہ اس نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ لچک اور فوری فیصلے اسٹاک ایکسچینج کے کاروبار کے لئے لازمی ہیں اور اسی بنا پر ایسے دستور کی ضرورت ہے جو خود اختیاری ہو اور آئندہ ترقیوں کے بارے میں ایکسچینج کو کافی آزادی دے۔

اسٹاک ایکسچینج کے مقاصد یہ ہوں گے (الف) تمسکات کے کاروبار کو بہتر طریقہ پر منظم کرنا۔ (ب) ناپسندیدہ طریقوں کو مسدود کرنا (ج) اراکین کی باہمی نزاعات اور اراکین اور ان کے انتخاب کنندوں کے درمیان نزاعات میں ثالثی اور تصفیہ کرنا (د) جب مقدار کاروبار اس کی اجازت دے تو ہنڈی چکانے کے لئے حساب گھر کا انتظام کرنا۔

مجوزہ قواعد و ضوابط۔

ایکسچینج کی نگرانی ایک گورننگ بورڈ کے تفویض کر دینے کی تجویز ہے جو حکومت، اسٹیٹ بینک، ایکسچینج، ایوان تجارت اور اراکین اسٹاک ایکسچینج کے نمایندوں پر مشتمل ہوگی۔ یہ بورڈ ایسے تمسکات کی فہرست کا تعین کرے گا اور ایکسچینج اور اس کے سرمایہ کے کاروبار کی نگرانی کریگا۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ کم از کم اختتام جنگ تک ایکسچینج میں تمام کاروبار فوری اور نقد ہو اگرچہ کہ حوالگی اور ادائی کی مدت کے بارے میں بعض سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ کسی شخص کو اس وقت تک اس کاروبار میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی جب تک کہ وہ کم کے طور پر کافی رقم نہ دے۔ اراکین کی تعداد محدود ہوگی اور ہر ایک رکن اور اس کے مستند ایجنٹ کو رکنیت کے کارڈ کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اراکین سے یہ بھی توقع کی جائے گی کہ وہ نقد ضمانت داخل کریں گے۔ تمام اراکین کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ ان تمام اقسام کے کاروبار کا پہلے ہی اظہار کر دیں جن میں وہ دلچسپی لیتے ہیں۔ رکن یا تو ممالک محروسہ کا باشندہ ہو یا رکنیت کے لئے درخواست دینے سے قبل ایک معینہ مدت سے وہ ممالک محروسہ کے کسی مقام میں کاروبار کر رہا ہو۔ حیدرآباد اسٹاک ایکسچینج کے اراکین کو ہندوستان کے کسی اور اسٹاک ایکسچینج کا رکن بننے کی اجازت نہ ہوگی۔ جن اراکین کی نسبت یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ بے نامی کاروبار کر رہے ہیں یا کسی فرضی نام سے کاروبار کرتے ہیں رکنیت سے خارج کر دئے جائیں گے اور وہ اراکین بھی رکن نہ رہ سکیں گے جو دلالی کے پورے نرخ وصول نہیں کرتے یا مشابہ رویہ رکھتے ہیں۔ ایکسچینج میں کاروبار کے لئے ایکسچینج کے کسی رکن کو غیر رکن سے شرکت کی اجازت نہ ہوگی جن کمپنیوں کے نام ایکسچینج کی فہرست میں شامل ہوں گے انہیں سالانہ کچھ رقم ادا کرنی ہوگی اور حسابات اور اشیاء کے ضمن میں بھی بعض اصولوں کی پابندی کرنی پڑے گی۔

حکومت سے سفارشات۔

کمیٹی نے قانون کمپنی جات پر نظر ثانی کرنے اور قانون ثالثی مرتب کرنے کی بھی سفارش کی ہے اور اس کی یہ بھی تجویز ہے کہ عدالت عالیہ اور عدالت ہائے صوبجات مختلف میں تجارتی قانون کے ماہروں کو بھی مقرر کیا جائے۔ مزید برآں کمیٹی کی یہ بھی سفارش ہے کہ ایکسچینج سرکاری تمسکات اور حکومت کے ضمانتی تمسکات اور کمپنیوں کے ایسے تمام حصص اور ڈبنچروں تک کاروبار کرے جن کی مجلس انتظامی اجازت دے۔

کمیٹی کی رپورٹ حکومت کے زیر غور ہے۔

بنگال کی وزارت کا مسئلہ

سر ناظم الدین کی اپیل

کلکتہ ۱۳ اپریل۔ سر ناظم الدین جن کو گورنر بنگال نے وزارت تشکیل دینے کی دعوت دی ہے اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں۔

"ہز اکسلنسی نے مجھے وزارت بنانے کی جو دعوت دی تھی اسے میں نے قبول کر لیا ہے۔ ملک جن مسائل سے دوچار ہو رہا ہے اور جو صورت حال اس وقت پیدا ہو گئی ہے اس کی دقتوں کا مجھے پورا پورا احساس ہے۔ میرا مطمح نظر یہ ہوگا کہ صوبہ میں حقیقی ہم آہنگی اور اچھے جذبات پیدا کئے جائیں اور مجھے دلی توقع ہے کہ اس کام میں مجھے ہر جماعت کے لوگوں اور ان کے سچے نمایندوں کا تعاون حاصل ہوگا۔ بنگال کے مسلمانوں اور ان کی پارلیمانی جماعت کے قائد کی حیثیت سے میں ہندو فرقہ کی طرف تعاون اور اشتراک عمل کا ہاتھ بڑھاتا ہوں اور ان کو دعوت دیتا ہوں کہ میرے ساتھ آ جائیں اور ایک نمایندہ اور مضبوط وزارت قائم کرنے میں مدد دیں۔"

آگے چل کر سر ناظم الدین نے بتایا ہے کہ میرے خیال میں وزارت کا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ اپنی تمام کوششوں کو غذا کے پیچیدہ اور بنیادی مسئلے کو حل کرنے پر مرکوز کر دے۔ رسد رسانی اور منصفانہ تقسیم کا بندوبست کرنے اور چور بازار، ذخیرہ اندوزی اور نفع خوری کا انسداد کرنے کے ساتھ ساتھ وزارت کو غذا کی کاشت بڑھانے کی بھی کوشش کرنا چاہئے۔

جنگ کے بارے میں انہوں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ وزارت کی پالیسی یہ ہونا چاہئے کہ صوبہ کی مساعی جنگ کو بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کرے اور جو لوگ دشمن کے حملے یا جنگی ... سے اسباب کا نقصان ہو گئے ہیں ان کی امداد کرے۔ شہری آزادی کے ... [illegible]

انجمن انسداد قلت اجناس کا قیام

جلسہ عام منعقد کرنے کا فیصلہ

حیدرآباد ۱۰ اپریل۔ مختلف مکتب خیال کے قائدین کل شام بیت الاکبر میں جمع ہوئے تاکہ ممالک محروسہ کی غذائی صورت حال پر غور و فکر کریں۔ مس پدمجا نائیڈو نے اس نمائندہ جلسہ کی صدارت کی۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز کرتے ہوئے مسٹر میر اکبر علی خاں نے اجتماع کو اس وفد کے تعلق سے روشناس کیا جس نے غذائی صورت حال کے بارہ میں نواب سر صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی سے ملاقات کی تھی۔

حکومت کے حالیہ اعلامیہ کا ذکر کرتے ہوئے جس کے ذریعہ ہر شخص پر جو خریدار ہو یا تاجر یہ لازم کیا گیا ہے کہ اگر اس کے پاس اجناس خوردنی میں سے کسی کا ذخیرہ ۱۰۱ من سے زیادہ ہو تو وہ حکومت کو اس کی اطلاع کردے۔ مسٹر میر اکبر علیخان نے اس اعلامیہ کے مضمرات کی وفد کی پیش کردہ یادداشت کی روشنی میں وضاحت کی جس میں اس کارروائی کی سفارش کی گئی تھی۔ جلسہ نے حکومت کے اس فوری اقدام کو بنظر استحسان دیکھا۔

مس پدمجا نائیڈو نے یہ تجویز پیش کی کہ اس اثناء میں عوام کو کمیٹی کی مساعی کے بارے میں تفصیلی معلومات بہم پہونچانا چاہئے۔ اور ان کے متعلق عوام کی مشورت حاصل کرنے کی غرض سے ایک جلسہ عام طلب کرنا چاہئے۔ بالآخر یہ طے پایا کہ کمیٹی کو ایک انجمن کی شکل میں تبدیل کردیا جائے جو بعد میں ایک جلسہ عام طلب کرے۔ اس تجویز کو ڈاکٹر عبداللطیف نے پیش کیا جس کی تائید مسٹر موسوی نے کی۔ بنا بریں کمیٹی (انجمن انسداد قلت اجناس) کے نام سے موسوم ہوگی۔ جس کا مقصد یہ ہوگا کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی موجودہ غذائی صورت حال کی چھان بین کرے۔ اور تمام قابل حصول ذرائع سے ایسی تدابیر سوچے کہ جن سے عوام کے لئے اجناس خوردنی اور دیگر اشیاء ضروری بہ سہولت فراہم ہوسکیں اور ان کی منصفانہ تقسیم عمل میں آئے۔ حسب ذیل اصحاب انجمن انسداد قلت اجناس کی مجلس عاملہ کے عہدہ دار و رکن منتخب کئے گئے۔

راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صدر، مس پدمجا نائیڈو اور مسٹر اکبر علی خان (نائب صدر) مسٹر موسوی (معتمد) مسٹر سری نواس لاہوتی (شریک معتمد) مسٹر نارائن ریڈی سیٹھ لکشمی نواس گنیریوال۔ مسٹر فتح اللہ خان۔ مسٹر حسن الدین مسٹر راما چاری۔ مسٹر رام الدین لاہری۔ مسٹر جی۔ ایم خان۔ اور نواب احمد علی خان۔

مزید طے پایا کہ مجلس عاملہ کا اجلاس ۱۰ اپریل کو بوقت ۷-۳۰ شام راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی کی قیام گاہ پر منعقد کیا جائے تاکہ حیثیت مجلس کے بعد انجمن کا آئندہ لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ جلسہ میں حسب ذیل اصحاب نے شرکت کی۔

ڈاکٹر لطیف سعید۔ ڈاکٹر محمد عبداللطیف۔ مسٹر میر اکبر علیخان۔ مس پدمجا نائیڈو۔ مسٹر بائین لاہری مسٹر حسرت علی صدیقی ایم اے، مسٹر موسوی، سیٹھ لکشمی نواس گنیریوال۔ مسٹر سی ریڈی۔ مسٹر نرسنگ راؤ ادعیت، مسٹر فتح اللہ خان۔ مسٹر سید عالم۔ مسٹر سری نواس لاہوتی۔ نواب احمد علی۔ راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی۔ راجہ چا... پنچی۔ مسٹر جی۔ ایم۔ خان۔ مسٹر حسن الدین۔ مسٹر کے راما چاری۔ مسٹر رام چند راؤ اتو۔ مسٹر چاردرمن راؤ دیشپانڈے مسٹر عسکری جعفری۔ مسٹر ایم وینکٹ پرشاد مسٹر گنپت راؤ دیشپانڈے۔ (یونائیٹڈ پریس)

غلہ برآمد کرنے کے لئے خصوصی حکم جاری کیا جائے

راجہ کشن داس کی یادداشت

حیدرآباد ۱۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ راجہ کشن داس گوپال داس نے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے نام ایک یادداشت روانہ کی ہے جس میں انھوں نے بعض تجاویز پیش کی ہیں۔ جو ان کی رائے میں کارپوریشن اور حکومت دونوں کے لئے یکساں طور پر سود مند اور مفید ثابت ہوں گی۔

انھوں نے اس یادداشت میں بتلایا ہے کہ حکومت اس سے ناواقف نہیں ہوسکتی کہ بعض تاجران غلہ نے بڑے بڑے ذخائر انبار کئے ہیں تاکہ وقت پڑنے پر اس پر کثی سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں حکومت اس سے بھی ...... واقف ہوگی کہ آجرین اور ساہوکاران میں یہ رجحان پیدا ہوگیا ہے کہ غلہ کے عوض روپیہ ذخیرہ کریں بلکہ غلہ ہی کو سرمایہ کے طور پر محفوظ رکھیں۔

اس سلسلہ میں انھوں نے بتلایا ہے کہ حکومت اگر موجودہ ذخائر کو بازار میں لانا چاہتی ہے تو اس کو ایک خصوصی آرڈیننس کے ذریعہ یہ اعلان کردینا چاہئے کہ کسی خاص مقدار تک یا اس سے زائد جس قدر بھی ذخائر ملک میں موجود ہیں وہ ایک مقررہ قیمت پر حکومت کے حوالہ کردئیے جائیں جس کا حکومت کی طرف سے اعلان کیا جائے گا۔

آگے چل کر انھوں نے واضح کیا کہ اپنے ذاتی معلومات اور یقین کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ جوار کا ایک بڑا ذخیرہ ساہوکاروں اور تاجروں نے چھ یا آٹھ روپیہ فی پلہ کے حساب سے خود خریدے اسی طرح گیہوں، چاول اور شکر کی بھی قیمتیں متعین کی جاسکتی ہیں۔ پیدا کرنے والے کسان، اور ان کے ساہوکار کی حالت تذبذب کو دور کرنے کی خاطر اضلاع و تعلقات میں ہر پرگنہ کی ضرورت ہے اور اس کے علاوہ اس سال کی فصلوں پر کسان کے لئے کوئی موافق مراعات قیمت دی جانی چاہئے۔ جہاں تک ہو کاشتکار کو مزارعین نے جنس فروخت کردی ہیں وہاں حکومت تحصیلداروں کے ذریعہ دوبارہ فروخت کا انتظام کرسکتی ہے۔ اور اس طرح مزارعین خود خوشی سے یہ ذخائر حکومت کو فروخت کردیں گے۔

انھوں نے کمرشیل کارپوریشن کے موجودہ طرز عمل پر سخت تنقید کی ہے کہ خریدی کے لئے ایجنٹ مقرر کرنے کی خاطر ٹنڈر طلب کئے جارہے ہیں۔ وہ اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ یہ طریقہ ہرگز مناسب نہ ہوگا کیونکہ حکومت اس ملک کو ارزاں قیمتوں پر غلہ فراہم نہ کرسکے گی۔

آخر میں انھوں نے کہا کہ اگر یہی منظور ہے اور کوئی متبادل تجویز قبول نہیں کی جاتی تو وہ خود اپنی خدمات پیش کرتے ہیں اور صرف ... سیکڑہ کے کمیشن پر تمام ذخائر خرید کر حکومت کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنی واقفیت اور تجربہ کی بنا پر ... فیصد غلہ برآمد کرسکیں گے۔ انہیں معلوم ہے کہ کس طرح ساہوکاروں سے غلہ لیا جاسکتا ہے اور کس طرح مزارعین کی مقروضیت کو دور کرکے فصلیں لی جاسکتی ہیں۔ غرض اس طریقہ سے انہیں ہر طرح کامیابی کی توقع ہے۔

(ایسوسی ایٹڈ پریس)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

غریب نمائندگی۔ (ایک سرخی)

مطلب یہ ہے کہ ساہوکار یا تاجر صارفین کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔

"روزنامہ رعیت" کا بیان ہے کہ سیٹھ لکشمی نواس گیروال معتمد کشتی ساہوکاران نے ایک صحافتی ملاقات کے دوران میں راجہ کشن داس گوپال داس کے غذائی ذخائر سے متعلق بیانات پر حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:۔

"کشن داس صاحب کے بیان کے متعلق میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ناتجربہ کار اور غیر ذمہ دارانہ ہے"

ہمیں اس رائے سے بالکل اتفاق ہے کہ کشن داس صاحب کو اجناس کے ذخائر مخفی رکھنے کا کوئی تجربہ نہیں اور نہ ان پر اخفائے اجناس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

سیٹھ لکشمی نواس گیروال نے اس صحافتی ملاقات میں یہ بھی فرمایا کہ:۔

"بہر حال میں کشن داس جی سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ اخفا کنندگان کے نام اور وہ مقام کھلے طور پر پیش کریں"

ہمیں اس رائے سے اتفاق نہیں، اجناس کے ذخائر مخفی رکھنے والوں کے نام اور مقامات کی اشاعت قواعد مدافعت حیدرآباد کے تحت دشمن کو اہم اطلاع دینا ہے۔ یہ چیزیں تو سینہ بہ سینہ چلتی ہیں۔

چین کے "انفرمیشن جیشن" کا بیان ہے کہ گراں فروش اور بددیانت تاجروں کو وہاں کاغذ کی ٹوپیاں پہنا کر شہر میں پیدل گشت کرایا جاتا ہے۔

ہمارے خیال میں اس طرح پیدل گشت کرانا تاجروں کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ اگر حیدرآباد میں اس کی ضرورت لاحق ہوگی تو ہم یہ مشورہ دیں گے کہ ہندوستان کا قدیم طریقہ اختیار کیا جائے یعنی اگر کوئی بہتر سواری فراہم نہ ہو سکے تو کم از کم گدھوں پر گشت کرایا جائے۔

جاگیرداروں نے غلے کی سستی دکانیں قائم کرنے کا اعلان کیا تو ساہوکاروں کو بھی سوجھی کہ اس کار خیر میں خود شریک ہو جائیں۔ جاگیردار تو واقعی کچھ ایثار سے کام لے رہے ہیں لیکن ساہوکاروں اپنے خفیہ ذخائر پر پردہ ڈالنے کے لئے سستی دکانوں کا ڈھونگ رچایا ہے۔ اس کو کہتے ہیں عوام فریبی۔ نفع اندوزی بھی اپنی جگہ قائم اور ایثار کی سستی شہرت بھی حاصل۔

حیدرآباد کے ایوان تجارت وصنعت نے مقامی تجار اور کارخانہ داروں کو کثیر نفع اندوزی کے خلاف متنبہ کیا ہے۔ (ایک خبر)

اس خبر میں کوئی اصلیت نہیں کہ اس تنبیہ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے سیٹھ پنا لال لاہوٹی، سیٹھ لکشمی نواس گیروال اور سیٹھ بنکٹ لال بدروکا نے ایوان کی رکنیت سے استعفا دیدیا۔

ابتدائے جنگ سے اب تک (۲½) کروڑ کی صنعتی اشیاء حیدرآباد سے باہر برآمد کی گئیں۔ ان اشیاء کی تیاری کے ضمن میں تقریباً (۱۶) نئی کمپنیاں اور صنعتی کارخانے قائم ہو چکے ہیں۔ کمپنی کے مالکان اور نظماء کی فہرست میں چند نام بار بار دھرائے گئے ہیں۔

ہم انہیں کیوں دہرائیں آپ خود سمجھ لیجئے۔

مقام عابد روڈ عقب شفا خانہ انگریزی ایک ست جرا بکاری نے نیرے کی دوکان کھول رکھی ہے جہاں صبح (۵) بجے سے (۹) بجے تک "غیر مسکر شربت" پلایا جاتا ہے۔

ہماری اطلاع یہ ہے کہ اگر مانگ زیادہ ہو اور شائقین کی تعداد بڑھتی جائے تو صبح (۵) بجے کو رات کے (۹) بجے تک بھی اس شربت کی سپلائی جاری رہے گی۔

کسی شہر کے ایک مدرسہ فنون لطیفہ میں وائس پرنسپل کی جگہ خالی تھی۔ اس جائداد پر مدرسہ مذکور کے پرنسپل کے بیٹے کا تقرر عمل میں آیا۔ (ایک خبر)

بعض لوگوں کو یہ اعتراض ہے کہ ایک ہی ادارہ میں باپ اور بیٹے کا وجود مناسب نہیں۔

ہمارے خیال میں تو یہاں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ باپ بیٹے اگر مدرسہ فنون لطیفہ میں نہ ہوں گے تو اور کہاں ہوں گے؟ مگر باپ بیٹے کے ساتھ روح القدس کی عدم موجودگی بڑی افسوسناک ہے۔

نامہ نگار خصوصی "میسٹر دکن" کا بیان ہے کہ دوسری آرین کانفرنس کے اجلاس میں پنڈت نریندر جی معتمد حیدرآباد اسٹیٹ آرین کانفرنس اس تاریخی اجلاس میں مسدہ پروگرام رکھیں گے جس پر ہیجان پیدا ہوگی۔

ہمارے نامہ نگار خصوصی کی اطلاع ہے کہ یہ پروگرام تعمیری ہوگا مگر اس کے نتائج تخریبی ہوں گے۔

جدید لغت۔

بلدیہ ——— ایسا عمومی ادارہ جس میں منتخب اراکین کی توسیع ہو اور مستقل افسر کی جگہ خالی رہے۔

محکمہ ڈرینج ——— ایسا محکمہ جو مچھروں کے لئے پناہ گاہیں تعمیر کرے۔

سڑک نو گرد ——— مئنٹ بازار کی ایسی سڑک جس کی مرمت موسم اور مٹی سے کی جائے۔

کلیۂ اناث ——— ایسا مرکب کلیہ جہاں پردہ نشین طالبات کو مرد پروفیسر تعلیم دے سکے۔

انسداد رشوت ستانی ——— ایسا عمل جراحی جس سے ڈاکٹر اور مریض دونوں کی مٹھی گرم ہو۔

فٹ پاتھ ——— شاہراہ عام کا وہ حصہ جو پیدل چلنے والوں کے لئے بند ہو اور جو دکانداروں کا گودام اور مفلوج و معذور گداگروں کی خواب گاہ بنا رہے۔

پناہ گاہ ——— ایسی محفوظ جگہیں کو راہرو عام طور پر رفع حاجت کے لئے استعمال کریں اور جو خطرہ کی گھنٹی کے وقت خالی رہے۔

بس ——— ایسی موٹر گاڑی جس میں مسافروں کا دم گھٹ جائے اور اسی رفتار سے شرح ٹکٹ بڑھتی جائے۔

۵۵ سال ——— عمر کا وہ حصہ جس میں ملازمین قدیم خدمت سے وظیفہ پر علحدہ ہو کر جدید خدمت پر مامور کئے جائیں۔

اشارات

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

ریاست کے مختلف گوشوں میں محفوظ اور مخفی کر دیا اس کے بعد اس گروہ نے حکومت کے بعض عہدہ داروں کو سمجھایا کہ اگر اجناس کے نرخوں پر سے نگرانی اٹھالی جائے تو مال خود بخود بازار میں آجائے گا اور نسبتاً سستے داموں فروخت ہوگا۔ چنانچہ حکومت نے ان کے مشورہ کے مطابق نگرانی برخاست کر دی۔ اس کے بعد نرخوں میں من مانے اضافہ کر دیا گیا اور آٹھ روپے فی پلہ کے حساب سے خریدی ہوئی جوار (۳۲) اور (۳۵) روپئے فی پلہ تک پہونچ گئی۔ ایک اور شرارت یہ کی گئی کہ نئے اور تازہ مال کو چھپا کر پرانا اور فرسودہ مال جس کو سیاہ جوار کہنا چاہئے بازار میں لایا گیا اور اسے من مانے قیمتوں پر فروخت کیا جانے لگا۔ نتیجہ کے عوام اس غلیظ جوار کو قیمت جان کر خریدنے لگے۔ ریاست مذکور کے چند دردمند افراد اس کے خلاف احتجاج کرنے کھڑے ہوگئے تو بیوپاریوں کے اس گروہ نے عوام کو دھوکا دینے اور ان کی موقتی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اپنی جانب سے ارزاں فروشی کی چند دکانیں قائم کر دیں۔ تاکہ عوام کو بیٹھا ہوا جوش اور غصہ ان کی آمدہ نفع اندوزی میں حائل نہ ہو۔

ایک سیٹھ صاحب جو رعایا کے بڑے ہمدرد اور ترقی پسند گروہ کے لیڈر سمجھے جاتے تھے ۱۹۴۵ء کی جنگ سے قبل کافی مقروض تھے لیکن ۱۹۴۶ء کے وسط میں انھوں نے صرف اپنے قرضے ادا کر دئے بلکہ چند ہی دنوں میں لاکھوں کے مالک بن بیٹھے۔

ایک ریاست کی حکومت نے کاشتکاروں اور مزارعین کی فلاح و بہبود کے لئے ایک ادارہ قائم کیا تاکہ درمیانی منافع گیروں کی کثیر التعداد جماعت سے کاشتکار محفوظ رہ سکیں اور کاشتکار اپنے جائز فائدہ سے محروم نہ رہے۔ حکومت کے اس عمل کو ساہوکار اور بڑے تاجر پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ اس ادارے کو ناکام کرنے کی نیت سے ان ساہوکاروں اور بیوپاریوں نے یہ تہیہ کر لیا کہ عارضی طور پر اجناس کو کم نرخ پر فروخت کیا جائے تاکہ حکومت اپنے قائم کردہ ادارے کو غیر ضروری سمجھ کر برخاست کر دے اور گویا پھر میدان پھر ساہوکاروں کے ہاتھ آجائے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آیا اس ریاست کی حکومت منافع گیروں کی اس چال کو سمجھ گئی یا اس کا شکار ہوگئی۔

ایک ریاست نے ریاستی بنک قائم کیا تاکہ بنک کاری سے ریاستی کاروبار کو تقویت ہو سکے اور بنک کاری کا منافع ریاست کے عام خزانہ میں جمع ہو۔ یہ اقدام ریاست کے پرانے ساہوکاروں کو ناگوار گزرا۔ چنانچہ انھوں نے ایک علحدہ بنک قائم کرنے کا تہیہ کر لیا تاکہ بعید الخیال ہوا کہ ساہوکاروں کی باہمی رقابت کی وجہ سے یہ اسکیم سرسبز نہ ہو سکی۔

۲۔ پاکستان اور غیر پاکستان کے علاقہ کے مسلمان حسب حال رہیں گے۔ بمبئی کے مسلمان بدستور تمیل بولا کریں گے اور آج کی طرح مستقبل میں بھی مسلم اکثریتی صوبوں میں تجارتی تعلقات میں معتدبہ اضافہ ہوگا۔

"میں پاکستان کا اس لئے حامی ہوں کہ میں ایسی ریاست دیکھنا نہیں چاہتا جس میں ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کی عورت پر مسلمانوں کو پاکستان حاصل کر لینے دیجئے۔ اگر اس کے بعد بھی ہندوستان میں مزید مشکلات پیدا کر دیں تو ہم ان پر جبر حاصل کر لیں گے۔ ہمیں آپس کے اختلافات کو ختم کر دینا اور متحد ہو کر اپنے ملک پر حکومت کرنا چاہئے۔

میں پاکستان کا حامی ہوں لیکن میں نہیں سمجھ سکا کہ کانگریس اس کے لئے راضی ہوگی لیکن منتظر ہوں یہ ہے کہ مجھے کانگریس رضامندی کا موقع نہیں دیا گیا۔

ہندوستان کے سیاسی تعطل کا حل

راجہ جی کی تقریر

بنگلور ۱۳ اپریل۔ آج شام یوم ہاسٹی کی صدارت کرتے ہوئے مسٹر سی راج گوپال چاری نے پاکستان سے اپنے ایقان کو دہراتے ہوئے کہا کہ موجودہ سیاسی تعطل کا یہ حل ہے اور زور دیا کہ پاکستان کے مسئلہ پر بدقسمتی سے ایک ایسی پرخوف رنگ آمیزی کر دی گئی ہے کہ بلا وجہ ہندو اس سے خوف کھانے لگے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ پاکستان کا دعویٰ بہت سادہ ہے۔ ایسے مقامات جیسے بلوچستان، سندھ اور پنجاب اور شمال مغربی صوبہ سرحد جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں ہندوستان کی آزادی و خود مختاری کے بعد اگر وہ خود مختار اور آزاد رہنے کی خواہش کریں تو کیوں نہ ان کو اپنی خواہش پوری کرنے دیا جائے۔ مسلمان فوری تقسیم نہیں چاہتے۔ ہندوستان کی کامل آزادی کے بعد ہی وہ اس تقسیم کی خواہش کرتے ہیں۔ ہندوستان کے آزاد ہونے کے بعد ہی مسلم اکثریتی صوبوں پر انحصار ہے کہ آیا ایک علحدہ صوبہ واری حکومت ان کے نزدیک قابل ترجیح ہے۔

راج گوپال چاری نے کہا آج مسلم لیگ ایک عورت اور پر خلوص سادہ جماعت ہے اور جب ہندوستان آزاد ہو تو ایسے رقبوں میں جہاں وہ اکثریت میں ہوں مسلمانوں کو اپنی خواہش کے مطابق رہنے کی آزادی حاصل ہونی چاہئے۔ لیکن ہندوستان کی آزادی سے قبل آزادی کے حصول کے لئے مسلمانوں اور ہندوؤں اور کو ایک مشترکہ حکومت کے قیام کے لئے متحد ہو جانا چاہئے آزادی کے حصول کے بعد مسلمانوں کو اگر وہ خود مختار علاقوں میں علحدہ ہو جانا چاہتے ہوں یا مشترکہ حکومت میں صوبوں کی شکل میں دوسرے صوبہ جات کے ساتھ شریک رہنا چاہتے ہوں تو اس کا ان کو کامل اختیار عطا کر دینا چاہئے یہی ہے جو ہمارے مسلمان بھائی مانگتے ہیں۔ مسٹر راج گوپال چاری نے کہا کہ یہ مطالبہ برحق ہے اور تمام شبہات و غلط فہمیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہمیں اس کو قبول کر لینا چاہئے۔

راج گوپال چاری نے زور دیا کہ پاکستان کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس تقسیم سے ہندوؤں یا مسلمانوں کو مذہبی و تمدنی و تجارتی کاروبار میں کسی قسم کا خلل پڑے گا۔ بلکہ وہ حسب سابق دو دل کے بعد بدستور جاری رہیں گے۔

۱۸ر خورداد کو نہ بھولیے

اس روز مقام اور وقت مقررہ پر باشندگان حیدرآباد کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوگا جس میں اجناس کی مصنوعی قلت اور ناقابل برداشت گرانی کے مسائل کا حل دریافت کیا جائے گا۔ ہر شہری کو اس میں شریک ہونا چاہئے۔

ماڈل پرائمری اسکول میں طریقۂ تعلیم

نشری تقریر خدیجہ بیگم صاحبہ صدر معلمہ مدرسہ مذکور

ایک زمانہ تھا کہ بچوں کی تعلیم بہت آسان بات سمجھی جاتی تھی۔ استاد یا ملانی جی ایک چھڑی لے کر بیٹھ جاتی تھیں۔ امامت کر رٹے کی طرح بچوں کو وہ تمام باتیں رٹائی جاتی تھیں جو وہ کبھی یاد نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ نصاب بڑے بناتے تھے اور جو مفید سمجھتے تھے بچوں کی کتابوں میں لکھ دیا جاتا تھا۔ پڑھنے سے پہلے لکھنا سکھایا جاتا تھا۔ بچہ مکتب جانے سے گھبراتا تھا اور استاد کا نام لیتے ہی تھر تھر کانپنے لگتا تھا۔ غرض یہ کہ بچے کی دلچسپی اس کی نفسیات اس کی خواہش اور اس کے رجحانوں کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ پرانے زمانہ میں پڑھنا لوہے کے چنے تھے۔ لیکن اب پڑھنا آسان ہے پڑھانا مشکل ہے۔ اب نصاب مرکز نہیں جس کے چاروں طرف بچے کو گھومنا پڑے۔ بلکہ بچہ مرکز ہے جس کے چاروں طرف نصاب گھومتا ہے۔ پرانے طرز تعلیم سے بچہ صرف استاد کی نقل کرنی سیکھتا تھا۔ لیکن اب استاد بچوں کی دماغی نمو کی رفتار پر غور کرتا ہے۔ بچوں کی دلچسپی کے کھیلوں اور کاموں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ان کو از خود کام کرنے کا موقع دیتا ہے۔ اور ایک حد تک آزاد چھوڑ دیتا ہے کہ جن آلات تعلیمی سے چاہیں کھیلیں اور جب تک ان کو دل چاہے کھیلتے رہیں۔ کیونکہ آج کل کی تربیت یافتہ معلمات اچھی طرح سے جانتی ہیں کہ پابندیاں ذہن کی بالیدگی میں مزاحم ہوتی ہیں۔ بچے جو کچھ سیکھیں خود بخود سیکھیں۔ بچوں کی تعلیم میں نصاب وقت اور کتاب کی پابندی بے معنی ہے کیونکہ کبھی تو بچہ کسی کام سے فوراً تھک جاتا ہے اور کبھی گھنٹوں ایک ہی کام میں مگن رہتا ہے۔

معلمہ کے فرائض۔

ایک ہوشیار معلمہ کا کام یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بچہ کو زبانی تعلیم دے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے ہاتھ میں کتابیں دی جانا زیادتی ہے۔ تعلیم بچہ کی ذہانت اور رجحان طبع کے موافق قابل برداشت ہونی چاہیئے۔ ہوم ورک یعنی گھر پر کرنے کے لئے کام یا تو بالکل دینا ہی نہیں چاہیئے یا اگر کسی خاص مضمون کی کمی کو پورا کرنا مقصود ہو تو کم سے کم کام دینا چاہیئے۔

بچوں کی نفسیات کا مطالعہ کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہر بچہ میں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے کا فطری تقاضہ ہوتا ہے۔ مشاہدہ کی قوت اس میں موجود ہوتی ہے۔ وہ ہر کار بڑی حرکت کرنے والی اور رنگیلے رنگوں والی چیزوں کو پسند کرتا ہے۔ ان کو خاموش پڑا تکا کرتا ہے۔ گویا ایک ماہر فلاسفر کی طرح ان کی ماہیت معلوم کرنی چاہتا ہے۔ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو اسی قسم کی چیزیں اس کی تعلیم کے وقت اس کے سامنے مہیا کی جائیں۔ ایک دفعہ جب وہ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو معلمہ کے لئے یہ آسان کام ہو گا کہ ان کی دلچسپی کو قائم رکھتے ہوئے مفید علمی نتائج نکالے۔ قوت باصرہ یعنی دیکھنے کی قوت کی تربیت ضروری ہے کیونکہ آنکھ ایک بڑی نعمت ہے اور اسی کے ذریعہ سے انسان چیزوں کو دیکھتا اور ان کی ماہیت معلوم کرتا ہے۔

حواس خمسہ کی تربیت

حیدرآباد کے مدارس میں عموماً اور ماڈل پرائمری اسکول میں خصوصاً فطری اصول پر تعلیم دی جاتی ہے اور حواس خمسہ کی تربیت کو مقدم سمجھا جاتا ہے۔ انسان جو کچھ معلومات حاصل کرتا ہے حواس خمسہ کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔ حواس خمسہ کی تربیت سینکڑوں قسم کے کھلونوں اور آلات کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ لڑکوں کی مختلف ٹولیاں مختلف کھیل کھیلتی رہتی ہیں۔ ایک کھیل سے جی اچاٹ ہونے پر دوسرا کھیل کھیلنے لگتے ہیں۔ کمرے میں جہاں چاہتے بیٹھتے اٹھتے چلتے پھرتے اور باتیں کرتے ہیں۔ ان کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ پڑھائے جا رہے ہیں۔

ماڈل پرائمری اسکول میں بچے تمام کام خود کرتے ہیں۔ مثلاً کپڑے پہننا اتارنا، جوتوں کی لیس باندھنا، پالش کرنا، ہاتھ منہ دھونا، کنگھی کرنا، سونا، بستر بچھانا، بستر لپیٹنا اور اپنی جگہ پر رکھنا۔ اپنے پڑھنے لکھنے کا سامان خود لانا اور خود لے جا کر الماری میں سلیقہ سے جمانا۔ کلاس کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا۔ جگ سے پانی بغیر گرائے ہوئے گلاسوں میں بھرنا، بغیر گرائے ہوئے تہذیب اور تمیز سے کھانا کھانا، آہستہ بولنا اور باری باری سے جماعت سے نکلنا۔ بچے شعوری یا غیر شعوری اور غیر شعوری طور پر ان تمام کاموں کو سلیقہ سے کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ہر کام میں صفائی پر بہت زور دیا جاتا ہے اور بیٹھنے اٹھنے چلنے پھرنے کھیلنے کودنے میں صحت پر خاص طور پر نظر رکھی جاتی ہے۔

اب ہم مختصر الفاظ میں یہ بتائیں گے کہ لکھنا پڑھنا اور حساب ہمارے مدارس میں کس طرح سکھایا جاتا ہے۔

تختیوں پر چسپاں یا ابھرے ہوئے کھردرے حروف پر ہاتھ پھیرنے سے بچے کی انگلیاں ترتیب سے گردش کی عادی ہو جاتی ہیں۔ حروف پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بچہ حرف کی آواز دہراتا جاتا ہے۔ اس کے بعد بچے ریتی پر حروف لکھتے اور ان کی آوازوں کو دہراتے جاتے ہیں۔ پہلے حرف کی آواز سے جو جو اسم بنتے ہیں ان کی تصویریں یا کٹ آؤٹ رکھ کر ان اسموں کو ذہن نشین کرایا جاتا ہے۔ مثلاً ب سے بکرا، بلی، بندر، وغیرہ۔ چونکہ بچہ ان چیزوں میں دلچسپی رکھتا ہے لہٰذا ان کی تصویریں دیکھتے دیکھتے اور ان الفاظ کو منہ سے دہراتے دہراتے لفظ اور چیز کے تعلق سے واقف ہو جاتا ہے۔

اول مفرد اسماء اور بعد میں مفرد صفات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ پھر جملے۔ مفرد اسماء کی تعلیم میں کارڈوں پر تصویریں ہوتی ہیں۔ بچوں کی تعلیم میں تختہ سیاہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

چھوٹی چھوٹی تختیوں پر تصویروں کے ساتھ حروف اور الفاظ لکھے ہوتے ہیں بچے ان تختیوں سے کھیلتے کھیلتے پڑھنا سیکھ جاتے ہیں۔ تعلیمی تاش، تعلیمی دلچسپی، تعلیمی حروف ابجد کے چارٹ یہ سب بچے کو پڑھنا سکھانے میں ممد و معاون ہوتے ہیں۔

حساب اس طرح سکھایا جاتا ہے کہ لکڑی کے تختوں میں سوراخ ہوتے ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے استوانے بیٹھ سکتے ہیں۔ بچہ ایک ایک سوراخ میں استوانہ بٹھاتا جاتا اور گنتی گنتا جاتا ہے۔ اس طرح وہ استوانہ کا کھیل کھیلتے دس تک گنتی سیکھ لیتا ہے۔

حساب میں گنتی کے منکوں سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ منکوں کا [illegible] بھی گنتی سکھانے میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ بعض بڑی منکوں سے لین دین اور [illegible] چھوٹی سی بنک پہاڑے مقرون طریقے سے سکھاتے جاتے ہیں۔

تختہ میں ہندسی اشکال کاٹ کر بٹھائے جاتے ہیں۔ بچہ ہاتھ پھیرتا کاغذ پر نقش اتارتا اور رنگ بھرتا ہے۔ اس طرح عقلی نشو و نما ہوتا ہے۔ اشکال کا ذوق پیدا ہوتا ہے اور لکھائی میں مدد ملتی ہے۔ لکڑی یا دفتی کے مختلف اشکال اقلیدس پڑھانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ زینہ بنانے کا کھیل، مینار بنانے کا کھیل، مختلف رنگ کی سلاخوں کو رنگ کے لحاظ سے جوڑتے ہیں جن سے دس تک کی گنتی آ جاتی ہے اور اعشاریہ کا تصور پیدا ہو جاتا ہے۔

اس طرز تعلیم کی خصوصیت یہ ہے کہ بچہ کی انفرادیت فنا نہیں ہونے پاتی وہ انفرادی آزادی کے ساتھ اپنی ذاتی سعی میں منہمک رہتا ہے۔ اس میں صحیح حسی امتیاز پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے مدارس میں جسمانی سزا قطعاً ممنوع ہے۔ خصوصاً ماڈل پرائمری اسکول میں کسی قسم کی جسمانی سزا نہیں دی جاتی کھیل ہی کھیل میں نہایت محبت اور دلسوزی سے پڑھایا جاتا ہے۔ اسی واسطے بچے خوش خوش مدرسہ آتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اپنے ماں باپ سے کم ہم سے محبت نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم بھی ان کو کسی طرح اپنے بچوں اور حقیقی چھوٹے بھائیوں اور بہنوں سے کم نہیں سمجھتے۔ فقط

پبلک کارکنوں کے مشاغل

۱۰ خورداد کو مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس عاملہ کا جلسہ منعقد ہوا جس میں طے پایا کہ مہاراشٹرا کانفرنس کی چوتھی میقات جو بمقام اورنگ آباد منعقد ہونے والی ہے اس کی مجلس استقبالیہ نے ارکان فراہم کئے جائیں۔ اس خصوص میں ارباب کانفرنس اضلاع کا دورہ کریں گے۔

مسٹر رنید معتمد آریہ پرتی ندھی سبھا اور مسٹر بنسی لال وکیل آرین کانفرنس نظام آباد کو کامیاب بنانے کے لئے اضلاع کا دورہ کر رہے ہیں۔

حیدرآباد اسٹیٹ ہندو کانفرنس کی دوسری میقات اس سال لاتور میں منعقد کرنے کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔

مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس عاملہ نے طے کیا ہے کہ مہاراشٹر قوم کے رفاہی کاموں کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی اپیل کی جائے

حیدرآباد اسٹیٹ آرین کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں ہندوستان کے موجودہ سیاسی تنزل اور حیدرآباد کی مذہبی اور شہری زندگی پر غور کیا جائے گا۔ اس موقع پر ورزش جسمانی کے مظاہرے ہوں گے۔ پنڈت رنید معتمد سبھا اس اجلاس میں ایک سالہ پروگرام پیش کریں گے۔ ایک لاکھ روپے کے فنڈ کے لئے ارباب کانفرنس ہندوستان کا دورہ کریں گے۔

نام سندرگی گوڑہ میں آئندہ ۱۰ یوم میوانجی منایا جائے گا۔

---

۲۲ اردی بہشت کو ضلع گیسٹی آندھرا کانفرنس کمیٹی کی مجلس عاملہ کے سالانہ انتخابات عمل میں آئے۔

گزشتہ ہفتہ ہندی پرچار سبھا کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں مجلس عاملہ کے ارکان کا انتخاب عمل میں آیا اور سیٹھ کنشی لال گیرلال صدر منتخب ہوئے۔

مکتی مجلس اتحاد المسلمین کا اجلاس شوریٰ ۱۰ خورداد سے شروع ہوا جس میں ایک رکن عاملہ نے عالیہ فراہمی مبارک پر تقریر کی۔ مجلس شوریٰ کے اجلاس میں دس سال کا موازنہ پیش ہوا۔ متعلق لاتور کے حالیہ واقعات پر مجلس کی رپورٹ پڑھی گئی۔ تا قدمت ملک کے جاگیرداروں صاحب اور اعزازات واپس کرنے پر تقریریں

ہو رہی۔ لاتور کے حالیہ واقعات سے متعلق ایک قرارداد منظور کی گئی۔ مسئلہ غذا سے متعلق طے کیا گیا کہ حکومت مجلس کی تجاویز کی تکمیل کے لئے توجہ کرے اور موجودہ بے چینی کو دور کرے اور حکومت مجلس کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرے جس کے لئے ارکان مجلس ہر وقت آمادہ ہیں۔

نفع خور بیوپاری آتش زیرپا ہیں

راجہ کشن داس گوپال داس

کا بیوپاری منڈل کی کمیٹی سے استعفادہ

حیدرآباد ۲۰ خورداد "یونائیٹڈ پریس" کو اطلاع ملی ہے کہ راجہ کشن داس گوپال داس نے بیوپاری منڈل کی کمیٹی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ کل کے اخبارات میں ان کا وہ خط شائع ہوا ہے جو انھوں نے حیدرآباد کمرشیل کو رپورٹر کو تحریر کیا ہے۔ اجناس خوردنی کی کمیابی اور گرانی جب سے رونما ہوئی ہے عوام میں غلہ کے تاجروں کے متعلق کافی بدگمانیاں پیدا ہو گئیں۔ راجہ کشن داس گوپال داس کے اس خط کی اشاعت نے عوام کے حلقوں میں ان بدگمانیوں پر مہر توثیق لگا دی اور اب بیان کیا جاتا ہے کہ عین اس خط کی اشاعت کے بعد ان کا مستعفی ہوتا اور ان باتوں کا مثبت ازالہ ہوتا جو بیوپاری منڈل نے اس خط کے تحریر کرنے کے عمل کی تلافی کے لئے ان سے جاری تعیین کیا جاتا ہے کہ ان کے مستعفی ہونے کا باعث ہوا اور اس نے عوام میں اور بھی سنسنی پیدا کر دی۔

پبلک میں یہ خیال عام ہے کہ انفرادی طور پر ایسے بھی ساہوکار اور بیوپاری ہیں جو اس گرانی کے زمانے میں عوام کی مصیبتوں کا احساس اور خدمت خلق کا جذبہ رکھتے ہیں اور اس لئے بیجا نفع اندوزی سے احتراز کرتے ہیں لیکن چند افراد کا طرز عمل پورے طبقے کے طریق کار کا آئینہ دار نہیں ہوتا۔ چنانچہ جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ ۱۹ خورداد کو بیوپاریوں کا ایک جلسہ طلب کیا گیا جس میں راجہ کشن داس گوپال داس سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے شائع شدہ خط کے مضمرات کی تردید کریں ورنہ تادیبی کارروائی اختیار کی جائے گی تو معلوم ہوا کہ عوام اس سے بے حد متاثر ہوئے۔

بیوپاریوں کے پاس جوار کے جو ذخائر کی عام قلت ہے اور جن کو اب ضرورتاً حسب ضابطہ استعمال کر سکتے ہیں کافی ذخائر موجود ہیں جو زیادہ تر ایک سال پہلے کے نرخ پر خرید لئے گئے تھے۔

راجہ کشن داس گوپال داس کی یہ تجویز کہ بیوپاریوں سے حکومت ان کی کم نرخ پر خرید کردہ جوار کو دو روپے فی پلہ منافع دے کر خریدے عوام میں بیحد مقبول ہوئی لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ صاحب کی یہی وہ تجویز ہے جس سے نفع خور بیوپاری آتش زیرپا ہیں۔

مجلس ریاستی وزرا کا اجلاس

ریاستوں پر اثر انداز ہونے والے مسائل پر غور

بمبئی ۹۔اپریل۔ ہندوستانی ریاستوں کی مجلس وزراء کی ایک روزہ میقات آج بمقام تاج محل ہوٹل بصدارت سر وی۔ ٹی کرشنما چاری دیوان بڑودہ منعقد ہوئی۔ جس میں ہندوستانی ریاستوں پر اثر انداز ہونے والے مسائل۔ نگرانی اغذیہ کی پالیسی، اشیاء کو اور ذناسپتی پر جو محصول کرورگیری حال میں عائد کیا گیا ہے اس کے متعلق ریاستوں کے مشترکہ خدمات اور ریاستوں میں صنعتی ترقی کے مسئلہ پر بحث و تمحیص کی گئی۔ مجلس کا ایک اعلامیہ مظہر ہے کہ اس امر پر سب نے اتفاق ظاہر کیا کہ مجلس کی سفارشات کو ایوان روساء کی مجلس قائمہ کے اجلاس میں پیش کیا جائے۔ جو ۱۵ اپریل کو دہلی میں منعقد ہوگا۔

جلسہ کی کارروائی کے آغاز سے پہلے ہز ہائینس مہاراجہ بیکانیر کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا گیا۔

معلوم ہوا ہے کہ جلسہ نے دیگر امور کے علاوہ ریاستوں کی شہری و دفاعی تدابیر اور مشرقی ریاستوں نے مشترکہ عدالت العالیہ قائم کرنے کے بارے میں جو تدابیر اختیار کئے ہیں ان پر غور و خوض کیا۔

جلسہ نے صنعتی ترقیوں کے بارے میں حکومت ہند کے رویہ پر بھی بحث و تمحیص کی۔ تمام مسائل کے متعلق جلسہ نے ایوان روساء کے چانسلر سے اپیل کی کہ وہ حکومت ہند کے روبرو ان معاملات کے متعلق ریاستوں کے احساسات کو پیش کریں جو ریاستی مفادات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

لاتور کے ہنگامہ پر سرکاری بیان

عوام نے باہر جانیوالے غلہ کو لوٹ لیا

تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرنے کا تصفیہ

حیدرآباد ۔ ۹ ؍ خورداد ۔ سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی نے لاتور کے ہنگامہ کے متعلق حسب ذیل سرکاری بیان شائع کیا ہے۔

حکومت پبلک کو ان تازہ اطلاعات سے آگاہ کرنا چاہتی ہے جو لاتور کی قابل افسوس وارداتوں سے متعلق سرکاری ذرائع سے وصول ہوئی ہیں۔

۱۵ ؍ اردی بہشت کو تقریباً ساڑھے نو بجے رات میں دو موٹر لاریاں جو جوار سے بھری ہوئی تھیں لاتور بازار سے اودگیر کی جانب گذر رہی تھیں کوئی چار پانچ آدمیوں نے فوراً جمع ہو کر لاریوں کو روکا اور احتجاج کیا کہ لاتور میں پہلے ہی سے اناج کی قلت ہے۔ اس وقت تک پولیس کے جوان اور مقامی دوم تعلقدار اور تحصیلدار موقع پر پہنچ گئے اور انھوں نے مجمع کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن تاریکی میں اور قبل اس کے کہ پولیس کی قلیل تعداد بیچ بچاؤ کرے مجمع فوراً لاریوں کی اشیاء لوٹ کر فرار ہوگیا۔ اسی رات کو کچھ دیر بعد کوئی پندرہ بیس آدمیوں نے جو غالباً اسی مجمع میں شریک تھے شکر اور گیہوں کے تیل کے ڈبوں سے بھری ہوئی دو بیل گاڑیوں کو جو لاتور ہی سے روانہ ہو رہی تھیں روک کر لوٹ کیا۔ پولیس کے مجرمین میں سے ایک کو موقع واردات پر گرفتار کر لیا بقیہ فرار ہوگئے۔

دوسرے دن ۲۰ ؍ اردی بہشت کو عثمان آباد کے اول تعلقدار اور مہتمم کوتوالی دونوں لاتور پہونچے۔ پولیس کے بیس مسلح جوان بھی پہونچے اور لاتور میں پہلے ہی سے دس مسلح جوان موجود تھے۔ اس طرح وہاں مسلح جوانوں کی تعداد تیس ہوگئی۔ دن کا بقیہ حصہ مقامات کے اندراجات اور تحقیقات میں صرف ہوا جس کے نتیجے کے طور پر مشتبہین کے نام معلوم ہوئے۔ دوسری صبح ۲۱ ؍ اردی بہشت کو پولیس نے گرفتاریاں شروع کیں اور کوئی دس بجے صبح تک مزید آٹھ اشخاص گرفتار کئے جنہیں مقامی تھانے پر لے جایا گیا۔ دوپہر کے قریب یہ اطلاع پہونچی کہ کوئی ایک ہزار آدمی چیرہ تور بازار میں جمع ہوگئے ہیں۔ جن میں سے اکثر مسلح ہیں۔ اور یہ کہ لوگ بازار کو لوٹنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ پولیس نے فوراً موقع پر پہونچکر کسی قسم کی شرارت کے وقوع پذیر ہونے کا انسداد کیا رفتہ رفتہ مجمع منتشر ہوگیا۔ ابھی پولیس کی بڑی تعداد بازار ہی میں تھی کہ تھانے سے اطلاع آئی کہ اس مرتبہ تقریباً دو ہزار آدمی تھانے کے اطراف میں جمع ہو رہے ہیں۔ وہ مسلح ہیں اور دھمکی آمیز طرز عمل اختیار کر رہے ہیں۔ مہتمم کوتوالی اور پولیس کے جوان تھانے کو واپس ہوئے۔ جہاں مجمع کے سرگروہ یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ گرفتار شدہ ملزمین کو ضمانت پر رہا کیا جائے۔ مہتمم کوتوالی نے اس پر توجہ کرنے سے انکار کیا۔ پھر جو لڑکیاں حوالات میں تھے وہ چلانے لگے کہ وہ پیاسے ہیں۔ مہتمم صاحب کوتوالی نے حکم دیا کہ ملزمین کو پانی دیا جائے۔ اور جب اس غرض کے لئے حوالات ۔ پھاٹک کھولے گئے تو مجمع فوراً تھانے میں گھس پڑا۔ گرفتار شدہ ملزمین حوالات سے باہر بھاگ گئے۔ اور سارا مجمع فراری ملزمین سمیت بھاگنے لگا۔ مہتمم کوتوالی نے اپنے آدمی جمع کئے اور یہ پکارتے ہوئے مجمع کو سمجھایا کہ وہ ٹھہریں اور ملزمین کو حوالے کر دیں۔ مجمع نے اس تنبیہ کی کوئی پرواہ کی اور فوراً بعد ہی مجمع سے پولیس پر گولی چلنی شروع ہوئی۔ دوم تعلقدار کی اجازت سے جو موقع پر موجود تھے مہتمم کوتوالی نے اپنے آدمیوں کو گولی چلانے کا حکم دیا۔ چودہ جوانوں نے دو دو ”مسکٹ راؤنڈ“ کارتوس چلائے۔ ان کے نشانہ خاص کر ان اشخاص کی طرف تھے جو مجمع میں حقیقی مخاصمانہ کام انجام دے رہے تھے۔ اور جو ایک بیل گاڑی کی اوٹ کے پیچھے سے پولیس پر گولی چلا رہے تھے۔ پولیس کی گولی چلانے سے ایک سرغنہ مقام واردات ہی پر مارا گیا اور مزید دو کو زخم پہونچے۔ جن کی وجہ سے وہ تھوڑی دیر بعد فوت ہوئے۔

مجمع کے جو مقتولین اور مجروحین ہیں بشمول ان اشخاص کے جو بعد میں اپنے زخموں کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکے پانچ فوت اور بارہ زخمی تھے۔ جو اشخاص مارے گئے ان میں ایک چھ سالہ بچہ بھی شامل تھا جو حقیقت میں اس وقت بیل گاڑی کے اندر ہی تھا جس کی اوٹ کے پیچھے سے سرغنہ پولیس پر گولی چلا رہے تھے۔ بیل گاڑی پردوں سے بند تھی اور پولیس یہ دیکھ سکتی تھی کہ اس کے اندر بچہ تھا۔ مجمع سے پولیس پر جو گولیاں چلائی گئیں ان سے کوئی قتل یا مجروح نہیں ہوا۔ اگرچہ بیان کیا جاتا ہے کہ گولیوں کی بوچھار کافی شدید تھی۔ محلے کے تھانے کی دیواروں اور عمارتوں پر گولیوں کے جو وہ نشانیاں موجود ہیں۔

سرغنوں اور حقیقی مخاصمانہ جماعت کی گرفتاری پولیس کو مجمع کا تعاقب کرنے سے باز رکھا جس کی بدولت مجمع گرفتار شدہ قیدیوں کے ساتھ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا۔ اس دن مزید گرفتاریاں عمل میں نہیں آئیں کیونکہ سارا وقت فوت شدہ اشخاص کو دفن کرنے اور زخمیوں کی دیکھ بھال میں صرف ہوا۔ اس کے دوسرے دن اس علاقے کے نائب ناظم کوتوالی سرکاری حیدرآباد سے پولیس کے امدادی دستے کر لاتور پہونچے اول تعلقدار کی جانب سے احکام جاری کئے گئے جن کی رو سے اسلحہ کا ساتھ رکھنا اور پانچ سے زائد اشخاص کا ایک جا ہونا ممنوع قرار دیا گیا اور کرفیو آرڈر بھی نافذ کیا گیا۔ کوئی مزید ہنگامہ پیش نہیں آیا اور صورت حال قابو میں ہے۔ اب تک بیس گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

اس نوبت پر حکومت ان اطلاعات پر تبصرہ کرنے سے اجتناب کرتی ہے کیونکہ اس نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرنے کا تصفیہ کیا ہے۔ ایک اور کمیونیکے جاری ہوگا جس کے ذریعہ کمیٹی کی ترکیب دریافت طلب امور اور طریقہ کار کی تفصیل سے مطلع کیا جائے گا۔

تونس میں اتحادیوں کا آہنی حلقہ

محوری قیدیوں کی بھاری تعداد

لندن۔ ۱۳۔ اپریل۔ شمال و مشرقی تونس میں اب محور اور فان آرنیم کی فوج کے قبضہ میں زمین کی ایک چھوٹی سی پٹی رہ گئی ہے اور اتحادی فوجیں اس کے گرد اپنا آہنی حلقہ برابر چھوٹا کرتی جا رہی ہیں۔ اس اثناء میں لڑائی کی خبریں بہت کم آ رہی ہیں۔

تازہ ترین اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ دشمن اس وقت اپنا محاذ ایک نصف دائرہ کی شکل میں قائم کر رہا ہے۔ یہ محاذ سو ڈیڑھ سو میل لمبا ہے اور شمال راس مراط سے مشرق میں تونس سے ۵۰ میل جنوب تک پھیلا ہوا ہے۔ محوریوں کے اس دفاعی خطے کے اوپر ایک تہائی دوری پر برطانیہ کی پہلی فوج نے مجیز الباب کے منطقہ میں اپنا بڑا مورچہ اور بڑھا دیا ہے۔ یہ مورچہ تونس سے ۳۰ میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔

آگے آگے اتحادی بڑھ رہے ہیں اور ان کے پیچھے دشمن کے قیدی متواتر لائے جا رہے ہیں خبر ہے کہ پہلی فوج نے اپنی پیشقدمی کے دوران میں دو ہزار دو سو قیدی گرفتار کئے ہیں دشمن کے اور آدمی بھی ہتھیار ڈالتے جا رہے ہیں۔ آٹھویں فوج نے جب سے مارت لائن توڑی ہے اس وقت سے اب تک ۲۵ ہزار آدمی گرفتار کر چکی ہے۔

اس دوران میں ریگستانی ہوائی فوج نے چار ہزار پروازیں اور دھاوے کئے ہیں۔ ان میں سے نصف پروازیں شروع کے پانچ دنوں میں ہوئی تھیں۔

تونس کے نامہ نگار نے مجیز الباب کے منطقہ کی تازہ ترین صورت حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کل جب ہماری فوج بیجا سے مطبور جانے والی سڑک پر مشرق کی جانب پیشقدمی کر رہی تھی تو دشمن نے اس سے پہلے کے مقابلہ میں زیادہ سخت مقابلہ کیا۔ دشمن کے آدمی ہلاک اور مجروح کئے گئے۔ اس سے چند میل جنوب میں دشمن نے پہاڑیوں میں مورچے بنائے ہیں یہ مورچے ہمارے آمنے سامنے ہیں ہماری توپیں ان پر گولہ باری کر رہی ہیں۔ اور ہمارے طلایہ گرد دستے سرگرم کار ہیں۔ اس منطقہ میں دشمن کے طیاروں نے کل بھرکائی دکھائی۔ گہرے بادلوں سے ان کو مدد ملی۔

ہوائیہ کی کارگزاری

جنرل آیزن ہوور نے اطلاع دی ہے کہ ہمارے بمباروں کا دباؤ اب تونس اور سمندر کے پار سسلی میں دشمن کی پروازگاہوں پر پڑ رہا ہے سسلی کی جن دو پروازگاہوں پر دھاوا کیا گیا ان میں محوری طیارے بڑی کثیر تعداد میں بکھرے ہوئے تھے۔

اور ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ ان میں سے ۶۵ طیارے زمین پر برباد کر دیئے گئے۔ اڑن قلعوں کی ایک ٹکڑی کو دشمن کے جنگی طیاروں سے سابقہ پڑا لیکن دشمن کے چار طیارے گرا دیئے گئے۔ کل سہ پہر کو جبکہ دن ڈھل چکا تھا ہمارے جنگی طیاروں نے بحر روم میں دشمن کے تارپیڈو پھینکنے والے بمباروں کا راستہ روکا دشمن کے بمبار برباد کر دیئے گئے اور باقی کو تارپیڈو پھینکنے پر مجبور کیا۔

دشمن پر زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے

جنرل آیزن ہوور نے اطلاع دی ہے کہ کل آٹھویں فوج کے ہراول نے شمال کی طرف اپنی پیشقدمی جاری رکھی۔ اس نے انفیدا لیے اور اس کے مغرب کی سطح مرتفع کے درمیان دشمن کے تیار شدہ مورچوں پر حملہ کیا۔ آٹھویں فوج کے بائیں جانب فرانسیسیوں نے اپنی پیشقدمی جاری رکھی۔ مجیز الباب کے رقبہ میں پہلی فوج نے بھی دشمن کی مخالفت کا سامنا کیا اور برابر آگے بڑھتی رہی۔ (رائٹر)

جرمن ڈونیٹز پار نہیں کر سکے

شمال میں سارے دن حملے ہوتے رہے

ماسکو۔ ۱۳۔ اپریل۔ آج صبح کے روسی اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ کل ڈونیٹز کے محاذ پر جرمنوں نے بلا کامیاب کے روسی مورچہ پر حملے کئے لیکن وہ پسپا کر دیئے گئے وسطی محاذ پر روسی توپچیوں اور پیادوں نے دشمن کو ایک اہم پہاڑی سے ہٹنے اور ایک دریا کے پار جس کا نام نہیں بتایا گیا چلے جانے پر مجبور کر دیا۔

مزید شمال میں لینن گراڈ کے محاذ پر جرمن کل تمام دن حملے کرتے رہے ان کے تمام حملے بھاری نقصانات کے ساتھ پسپا کر دیئے گئے۔

لینن گراڈ کے جنوب مشرق میں روسی توپخانے نے وولکوف کے محاذ پر دشمن کے مورچوں پر گولہ باری کی۔ اور جرمنوں کے مورچوں اور قلعوں کو مسمار کر دیا۔

روستوف۔ طلایہ گردی

تازہ ترین روسی اعلامیہ میں اطلاع دی گئی ہے کہ روستوف کے مغرب میں جرمنوں کا ایک دستہ طلایہ گردی کر رہا تھا کہ روسی پیادہ فوج نے اپنے توپوں کی گولہ باری کے ذریعہ اسے منتشر کر دیا جرمن بھاری نقصان اٹھا کر بھاگ گئے۔